شعبان

میرا مہینہ ہے

تحریر و ترتیب

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

بزم عشاق

ادارہ نجم الھدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ نیو پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد
0300-6661755

شعبان المعظم

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم

امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الشعبان شہری

صدق رسول رب العلمین

محبت وعقیدت سے درود پاک

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

وعلی آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

محترم ومعزز سامعین کرام! سال کے بارہ مہینوں میں سے کچھ ماہ اوران مہینوں میں کچھ دن اور کچھ راتیں متبرک ہیں۔ اللہ کریم نے ان مہینوں' دنوں اور راتوں کوفضیلت ومرتبت سے ہمکنار فرمایا ہے۔ ان کا بیان خود اللہ کریم نے قرآنِ مجید میں یا اس کے پیارے محبوب ﷺ نے حدیث پاک میں فرمایا۔ کچھ مہینے اور دن اپنا علیحدہ درجہ رکھتے ہیں۔ جیسا کہ راحت دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ شعبان کو باقی مہینوں پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جیسے مجھے تمام انبیاء میں (اسلامی تقریبات صفحہ ۳۳) اور رمضان المبارک کے متعلق فرمایا کہ جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے بارہ بیٹوں میں سب سے زیادہ پیار حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھا' اس طرح رمضان کے ساتھ بارہ مہینوں میں سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیار ہے۔ وعلی ھذ القیاس اگر آپ قرآن مجید کا مطالعہ فرمائیں تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بعض مہینوں کا مرتبہ بیان فرمایا جیسے کہ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن (پارہ ۲ سورۃ بقرہ آیت ۱۸۵) رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔

دوسرے مقام پر حج کے مہینوں کا ذکر فرمایا کہ الحج اشہر معلومات (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۹۷) حج کے یہ مہینے مقرر ہیں۔ اب آپ خود اندازہ فرمائیں کہ جن مبارک مہینوں میں حج کرنے کا حکم دیا گیا ان مہینوں کی کیا فضیلت و مرتبت ہوگی۔ ایسے ہی کچھ دن اور کچھ راتیں متبرک ہیں۔

جیسے کہ شب قدر کے متعلق فرمایا۔ انا انزلنه فی لیلة القدر (پارہ ۳۰ سورۃ القدر آیت ۱) بے شک ہم نے قران مجید کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔ اس نزولِ قرآن کی رات کا مرتبہ اور مقام کیا ہے؟ فرمایا! لیلة القدر خیر من الف شهر (پارہ ۳۰ سورۃ القدر آیت ۳) لیلۃ القدر کی رات ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے۔ وربك يخلق ما يشاء ويختار اے محبوب ﷺ تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اس سے انتخاب کر لیتا ہے۔ محبوب ﷺ کے نام مبارک محمد ﷺ کے حروف چار ہیں۔ عشاق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس لئے ہر نوع سے چار کا انتخاب فرمایا اور پھر ان چار سے ایک کا انتخاب فرما لیا۔ مثلاً انبیاء کرام میں سے اللہ تعالیٰ نے چار کو منتخب فرمایا یعنی حضرت محمد الرسول ﷺ، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام پھر ان چار میں سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پسند فرمایا۔ اسی طرح ملائکہ میں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام اور حضرت عزرائیل علیہ السلام کو پسند فرمایا۔ پھر ان چار میں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو منتخب فرما لیا۔ صحابہ کرام سے چار کو پسند فرمایا یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ پھر ان میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا۔ کتابوں میں سے چار کتابوں کو منتخب فرمایا۔ قرآن مجید، زبور، تورات اور انجیل۔ پھر ان میں قرآن مجید کو فضیلت عطا فرمائی۔ مساجد میں سے چار مسجدیں پسند فرمائیں یعنی مسجد حرام، مسجد اقصیٰ، مسجد مدینہ اور مسجد طور سینا پھر ان میں سے مسجد حرام کو منتخب فرمایا۔ بستیوں میں سے

چار بستیوں کو پسند فرمایا یعنی مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ بیت المقدس اور مساجد العشائیر۔ان چاروں سے مکہ مکرمہ کو چن لیا۔ پہاڑوں سے چار پہاڑ انتخاب فرمائے۔احد طور سینا لکام اور لبنان ان میں سے طور کو منتخب فرمایا۔دریاؤں میں سے چار دریا پسند فرمائے جیحون سیمون نیل اور فرات اور فرات کو ان میں سے منتخب کرلیا۔دنوں میں چار دنوں کو پسند فرمایا۔یوم الفطر یوم الضحیٰ یوم عرفہ اور یوم عاشورہ پھر ان چاروں میں سے یوم عرفہ کو پسند فرمایا۔راتوں میں چار راتیں پسند فرمائیں یعنی شب برات شب قدر شب جمعہ شب عیدین۔ان چاروں میں شب قدر کو انتخاب فرمایا۔مہینوں میں چار مہینے پسند فرمائے۔رجب شعبان رمضان اور محرم۔ان میں سے شعبان کو انتخاب فرمایا اس لئے کہ محبوب کا مہینہ ہے۔

☆ اللہ کے دن

ایسے ہی بعض دن متبرک ہیں فرمایا۔وذکرھم بایام اللہ (پ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت ۵) اور ان (صحابہ کرام علیہم الرضوان) کو اللہ کے دن یاد دلائیں۔مفسرین کرام محدثین کرام محققین کرام اور علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ دن وہ دن ہیں کہ جن میں اللہ قادر و کریم نے اپنے بندوں پر انعامات فرمائے ہیں۔ملاحظہ ہو (تفسیر ابن کثیر تفسیر خازن اسی آیت کے تحت) علیٰ ھذاالقیاس۔مثالیں دینے کا مطلب یہ ہے کہ کچھ مہینے کچھ دن اور کچھ راتیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک متبرک ہیں تو شعبان کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے متعلق رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ میرا مہینہ ہے۔

☆ شعبان میرا مہینہ ہے

الشعبان شھری (فضائل ایام صفحہ ۲۹۷)۔اس لئے اس کو شہر حبیب الرحمان کہا جاتا ہے کیونکہ یہ بالخصوص محبوب کریم ﷺ سے منسوب ہے۔فرمایا رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ رمضان میری امت کا مہینہ اور شعبان میرا مہینہ ہے۔فرمان محبوب کریم ﷺ رجب شھر اللہ و شعبان شھری و رمضان شھر امتی (ماثبت من السنۃ صفحہ ۱۲۶) رجب اللہ کا شعبان میرا اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔جس نے شعبان کا احترام کیا گویا کہ

اس نے میرا احترام کیا۔ اب آپ اندازہ کیجئے کہ جس چیز کی نسبت راحت جاں ﷺ سے ہو جائے وہ چیز ساری کائنات کی اشیاء سے ممتاز ہو جاتی ہے۔ عظمت وشان والی اور نرالی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی مثالیں موجود ہیں کہ جو چیزیں محبوب دو جہاں ﷺ سے منسوب ہو گئیں وہ نرالی ہو گئیں۔ نسبت بڑی چیز ہے۔

یہ مبارک اور بابرکت مہینہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب، رحمتِ عالم ﷺ کے صدقے سے ہمیں عطا فرمایا۔

☆ ہمیں دولت ملی محبوب ﷺ کے صدقے۔
☆ ہمیں عزت ملی محبو ﷺ کے صدقے۔
☆ ہمیں شہرت ملی محبوب ﷺ کے صدقے۔
☆ ہمیں شوکت ملی محبوب ﷺ کے صدقے۔
☆ ہمیں اسلام ملا محبوب ﷺ کے صدقے۔
☆ ہمیں ایمان ملا محبوب ﷺ کے صدقے۔
☆ ہمیں رحمان ملا محبوب ﷺ کے صدقے۔
☆ ہمیں رمضان ملا محبوب ﷺ کے صدقے۔
☆ ہمیں ماہ شعبان ملا محبوب ﷺ کے صدقے۔

محبوب دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ شعبان شہری ورمضان شہری امتی یعنی شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ اس حدیث مبارک سے واضح ہوا کہ جس نے رمضان شریف کا روزہ رکھا اس کی جزا اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا اور جس نے شعبان کا احترام کیا اور اس کا روزہ رکھا اس میں عبادت کی، راحت جان ﷺ اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر دلائیں گے اور آپ ﷺ اس کی شفاعت بھی فرمائیں گے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جانِ کائنات ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ رمضان شریف کے بعد کون سے روزے افضل ہیں؟ فرمایا شعبان کے۔ تو معلوم ہوا کہ

☆ شعبان خیرِ کثیر کا مہینہ ہے۔
☆ شعبان، شرف کا مہینہ ہے۔
☆ شعبان میں رحمت کے تین سو دروازے کھل جاتے ہیں۔
☆ شعبان بندوں کے مراتب کی بلندی کا مہینہ ہے۔
☆ شعبان بھلائی کا مہینہ ہے۔
☆ شعبان نورانیت حاصل کرنے کا مہینہ ہے۔
☆ شعبان راحتِ جہاں ﷺ کا مہینہ ہے۔
☆ شعبان رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے۔
☆ شعبان کثرت سے روزے رکھنے اور نوافل ادا کرنے کا مہینہ ہے۔

☆ عظمت کے تاجدار

حضرات ذرا توجہ فرمائیں۔ جس کی نسبت محبوب ﷺ سے ہوگئی، وہ ممتاز ہوگیا۔
☆ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت محبوب ﷺ سے ہوئی تو صداقت کے امام بن گئے۔
☆ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی نسبت محبوب ﷺ سے ہوئی تو عدالت کے امام بن گئے۔
☆ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نسبت محبوب ﷺ سے ہوئی تو سخاوت کے امام بن گئے۔
☆ علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی نسبت محبوب ﷺ سے ہوئی تو شجاعت کے امام بن گئے۔
☆ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کی نسبت محبوب ﷺ سے ہوئی تو شہیدوں کے امام بن گئے۔
☆ بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی نسبت محبوب ﷺ سے ہوئی تو مؤذنوں کے سردار بن گئے۔
☆ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی نسبت محبوب ﷺ سے ہوئی تو مفسرِ قرآن بن گئے۔
☆ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی نسبت محبوب ﷺ سے ہوئی تو فقیہِ امت بن گئے
☆ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی نسبت محبوب ﷺ سے ہوئی تو میزبانِ رسول بن گئے۔

☆ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت محبوب ﷺ سے ہوئی تو امام اعظم بن گئے۔

☆ شہنشاہِ بغداد رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت محبوب ﷺ سے ہوئی تو غوثِ اعظم بن گئے۔

☆ داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت محبوب ﷺ سے ہوئی تو گنج بخش بن گئے۔

☆ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت محبوب ﷺ سے ہوئی تو مجدد الف ثانی بن گئے۔

☆ خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ کی نسبت محبوب ﷺ سے ہوئی تو ہند الولی بن گئے۔

☆ بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت محبوب ﷺ سے ہوئی تو گنج شکر بن گئے۔

☆ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت محبوب ﷺ سے ہوئی تو شیرِ ربانی بن گئے۔

☆ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت محبوب ﷺ سے ہوئی تو عشقِ رسول کے پیکر بن گئے۔

☆ میرے پیر و مرشد کی نسبت محبوب ﷺ سے ہوئی تو شیخ الاسلام بن گئے۔

دامن محبوب سے جو لپٹا یگانہ ہو گیا
جس کے حضور ہو گئے اس کا زمانہ ہو گیا

☆ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو صداقت ملی تو نسبت محبوب ﷺ سے۔

☆ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو عدالت ملی تو نسبت محبوب ﷺ سے۔

☆ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سخاوت ملی تو نسبت محبوب ﷺ سے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شجاعت ملی تو نسبت محبوب ﷺ سے۔

☆ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو شہادت ملی تو نسبت محبوب ﷺ سے۔

☆ بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو عظمت ملی تو نسبت محبوب ﷺ سے۔

☆ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو فقاہت ملی تو نسبت محبوب ﷺ سے۔

☆ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو غوثیت ملی تو نسبت محبوب ﷺ سے۔

☆ داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ کو ولایت ملی تو نسبت محبوب ﷺ سے۔

☆ خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کو ذہانت ملی تو نسبت محبوب ﷺ سے۔

☆ مجدد اعظم امام ربانی رحمتہ اللہ کو مجددیت ملی تو نسبت محبوب ﷺ سے۔

☆ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو روایت ملی تو نسبت محبوب ﷺ سے۔

☆ بابا فرید الدین رحمتہ اللہ علیہ کو کرامت ملی تو نسبت محبوب ﷺ سے۔

☆ شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ کو طریقت ملی تو نسبت محبوب ﷺ سے۔

☆ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ کو محبت ملی تو نسبت محبوب ﷺ سے۔

☆ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کو عشقِ رسالت ملا تو نسبت محبوب ﷺ سے۔

☆ میرے پیرومرشد کو محبوبیت ملی تو نسبت محبوب ﷺ سے۔

☆ اہل ایمان کو جنت ملی تو نسبت محبوب ﷺ سے۔

جب بکا نہ تھا تو کوئی پوچھتا نہ تھا
تو نے خرید کر انمول کر دیا

نسبت کسے کہتے ہیں؟

☆ نسبت

ایک چیز کا کسی دوسری چیز کی طرف منسوب ہونا یا منسوب کرنا۔ اسے نسبت کہتے ہیں۔ جیسے لاہوری، فیصل آبادی، مکی، مدنی وغیرہ۔

☆ منسوب

جس چیز کی نسبت دوسری چیز کی طرف کریں اسے منسوب کہتے ہیں۔

☆ منسوب الیہ

جس چیز کی طرف کسی دوسری چیز کی نسبت کی جائے اسے منسوب الیہ کہا جاتا ہے۔

لاہوری میں لاہور کا باشندہ منسوب ہے اور لاہور منسوب الیہ ہے۔ یونہی فیصل آباد میں فیصل آباد کا باشندہ منسوب ہے اور فیصل آباد منسوب الیہ ہے۔ (علی ہذا القیاس)

☆ منسوب کی قدر و قیمت منسب کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ اگر منسوب الیہ اعلیٰ و ارفع ہو تو منسوب بھی اسی اعتبار سے اعلیٰ و ارفع ہوگا اور اگر منسوب الیہ خسیس اور غیر معتبر ہو تو منسوب

بھی اسی کے مطابق خسیس اور غیر معتبر ہوگا۔ مثلاً کسی گائے یا بکری کا چمڑہ ہو اور اسے رنگ دینے کے بعد اس کے کچھ حصے سے قرآن پاک کی جلد بنالی اور کچھ حصے سے جوتا بنالیا جائے تو اس چمڑے کا وہ حصہ جس سے قرآن مجید کی جلد بنائی گئی اس کا مرتبہ و مقام قرآن مجید کے مقام و مرتبہ کے اعتبار سے اعلیٰ وارفع ہو گیا کہ اس کو بغیر وضو ہاتھ لگانا ناجائز ہو گیا۔ (لا یمسہ الا المطہرون) اور چمڑے کے جس حصے سے جوتا بنا اس کی قدر و قیمت کچھ بھی نہ رہی حتیٰ کہ اسے پہنے گندی جگہ لے جاؤ تو اسے کوئی برا نہ کہے گا۔ یوں ہی ایک مٹی سے دو اینٹیں بنائی گئیں اور دونوں کو ایک ہی بھٹے میں ایک ہی بار پکایا گیا۔ جب پک کر تیار ہو گئیں تو ایک اینٹ کو مسجد کے صحن میں لگا دیا گیا اور دوسری اینٹ کو بیت الخلاء میں لگا دیا تو ان دونوں اینٹوں کی قدر اور ان کا مرتبہ ان کے منسوب الیہ کے اعتبار سے ہوگا جو اینٹ مسجد کے صحن میں لگ گئی اس کا مرتبہ اپنے منسوب الیہ (مسجد) کے اعتبار سے بہت اونچا ہو گیا کہ اس پر جوتا پہن کر چلنا بے ادبی میں داخل ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی بزرگ کوئی پیر یا ولی اللہ بھی اس اینٹ پر جوتا لے کر چلے گا تو ہر کوئی دیکھنے والا اسے روکے گا کہ یہ مسجد ہے جوتا اتار لیں اور جو اینٹ بیت الخلاء میں لگ گئی اس کی شان منسوب الیہ کے اعتبار سے گر گئی اس پر جوتا لے کر چلیں اس پر بچے، جوان، بوڑھے پیشاب پاخانہ کریں تو نہ کوئی محسوس کرے گا اور نہ کہے گا کہ ایسا نہ کرو یہ فرق نسبت کی وجہ سے ہوا حالانکہ دونوں اینٹیں ایک ہی مٹی سے بنائی گئی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ منسوب کی قدر منسوب الیہ کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ یوں ہی کوئی چیز یا کوئی انسان کسی بزرگ کسی ولی کسی غوث یا کسی قطب یا کسی نبی کی طرف منسوب ہو تو اس کی قدر اپنے منسوب الیہ کے اعتبار سے ہوگی مثلاً کوئی نوح علیہ السلام کا امتی بنا کوئی ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا امتی بنا کوئی کلیم اللہ اور کوئی روح اللہ علیہما السلام کا امتی بنا تو اس کی قدر اس کی شان اپنے منسوب الیہ کے اعتبار سے ہوگی اور جو شخص محبوب کبریا ﷺ کا امتی بنا اس کی شان اپنے منسوب الیہ کے اعتبار سے بہت اونچی ہوگئی۔ حتیٰ کہ وہ قیامت کے دن ساری امتوں سے پہلے یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی امت سے پہلے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ

السلام کی امت سے پہلے حضرت کلیم اللہ' حضرت روح اللہ علیہ السلام بلکہ سارے نبیوں' رسولوں کی امتوں سے پہلے پل صراط سے گزر جائے گا اور پہلے جنت میں جائے گا۔ لہذا معلوم ہوا کہ منسوب کی قدر منسوب الیہ کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

تنبیہ

خارجی نظریہ توحید والے نسبت کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اور وہ صرف عمل ہی کا پرچار کرتے ہیں۔ ان کی نظر میں عمل ہی سب کچھ ہے کسی کے دامن کے ساتھ وابستہ ہونا کسی ولی کسی غوث یا قطب کی طرف منسوب ہونا اس کو کچھ وقعت نہیں دیتے۔

چنانچہ تفسیر روح المعانی میں ہے۔ عن الحسن من علی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ مال الغلامین قال بصلاح ابیھا قال فابی وجدی خیر منہ فقال الخارجی انبنا اللہ تعالیٰ انکم قوم حضمون (روح المعانی سورہ کہف) یعنی سیدنا امام حسن مجتبےٰ رضی اللہ عنہ اور ایک خارجی کے درمیان نسبت کے متعلق بات چل نکلی تو سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے خارجی سے سوال کیا۔ یہ بتا کہ جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام جا رہے تھے اور ایک بستی سے گزرے جہاں دو یتیموں کی دیوار گرنے والی تھی اور اس کو حضرت خضر علیہ السلام نے درست کر دیا تھا تا کہ جو خزانہ یتیم بچوں کا اس دیوار کے نیچے مدفون تھا محفوظ رہے اور وقت پر ان یتیم بچوں کے کام ائے تو یہ بتا کہ وہ خزانہ کس وجہ سے محفوظ کیا گیا تھا تو اس خارجی نے کہا ان بچوں کے باپ کی نیکی کی وجہ سے محفوظ کیا گیا۔ اس پر سیدنا امام حسن مجتبےٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو میرے والد ماجد اور میرے نانا جان ان بچوں کے باپ سے بہتر ہیں۔ یہ سن کر اس خارجی نے بجائے اس کے کہ وہ اس نسبت کو تسلیم کرتا الٹا یہ الزام لگایا ہمیں معلوم ہے کہ تم جھگڑالو قوم ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ خارجیوں کے نزدیک نسبت کوئی چیز نہیں لیکن اہلسنت و جماعت اور ان کے اکابر اولیاء کرام مثلاً سیدنا امام الاولیاء سید علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری رحمتہ اللہ علیہ' غوث الثقلین سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی قطب ربانی' معین الحق

والدین خواجہ معین الدین چشتی، فرید الحق والدین، خواجہ فرید الدین گنج شکر مخدوم الاولیاء خواجہ بہاؤالدین شاہ نقشبندی بخاری غوث زمان خواجہ بہاؤالحق زکریا ملتانی، شیخ الانس والجن امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی، شیخ السلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رضی اللہ عنہم کے نزدیک نسبت بڑی چیز ہے نسبت اچھی ہو تو دونوں جہاں سنور جاتے ہیں سعادت دارین حاصل ہوتی ہے اور اگر نسبت نہ ہو تو سب کچھ رائیگاں جاتا ہے۔

ہم سے بدکار بھی ان کے ہیں امتی، امتی جن کا ہونے کو ترسیں نبی

ان کی نسبت سے حاصل ہوا یہ شرف، سچ پوچھو تو نسبت بڑی چیز ہے

حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ علیہ السلام، حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ جا رہے تھے ایک بستی سے گزر ہوا وہاں ایک دیوار دیکھی جو کہ گرنے والی تھی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اس دیوار کو نئے سرے سے درست کر دیا اور پھر موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے دریافت کرنے پر بتایا کہ اس دیوار کے نیچے دو یتیم بچوں کا خزانہ مدفون ہے اگر دیوار گر جاتی تو لوگ خزانہ لوٹ کر لے جاتے میں نے اس دیوار کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے درست کر دیا ہے اور یہ اس لئے کیا ہے کہ ان یتیم بچوں کا باپ نیک تھا۔ وکان ابوھما صالحا یہاں نسبت کام آئی کہ ان بچوں کے باپ کی صالحیت (نیکی) کی وجہ سے ان کا خزانہ محفوظ کر دیا گیا۔ (تفسیر مظہری سورہ کہف) نیز تفسیر مظہری میں بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ وقیل کان بین الغلامین وبین الاب الصالح سبعۃ آباء یعنی کہا جاتا ہے کہ ان بچوں کا ساتواں دادا نیک تھا جس کی طرف نسبت کی وجہ سے ان کو یہ انعام ملا کہ ان کا خزانہ محفوظ کر دیا گیا۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے۔ (وکان ابوھما صالحا) فیہ دلیل علی ان الرجل الصالح یحفظ فی ذریتہ وتشتمل برکۃ عبادتہ فی الدنیا والآخرہ بشفاعتہ فیھم ورفع درجاتھم الی اعلی درجۃ فی الجنۃ لتقر عینہ بھم کما جآء فی القرآن ووردت بہ السنتہ قال سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ

عنه حفظا بصلاح ابیهما ولم یذکر لهما صلاحا وتقدم انه کان الاب السابع فالله اعلم یعنی اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ نیک انسان کی وجہ سے اس کی اولاد کی حفاظت کی جاتی ہے اور اس نیک انسان کی عبادت کی برکت اس کی اولاد کو دونوں جہاں میں شامل ہوتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لئے بلندی درجات کی سفارش کرے گا اور ان کے درجے بلند کئے جائیں گے تاکہ اس مرد صالح کی اولاد کے ساتھ نسبت ہونے کی وجہ سے آنکھیں ٹھنڈی رہیں جیسے کہ قرآن وحدیث میں وارد ہے اور حضرت سعید بن جبیر نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان دو یتیم بچوں کو باپ کی نیکی کی وجہ سے حفاظت نصیب ہوئی اور ان بچوں کی نیکی کا کوئی ذکر نہیں آیا اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ وہ نیک باپ ان کا ساتواں دادا تھا۔

تفسیر معارف القرآن میں ہے محمد بن منکدر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک بندے کی نیکی اور صلاحیت کی وجہ سے اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد اور اس کے خاندان کی اور اس کے آس پاس کے مکانات کی حفاظت فرماتے ہیں۔ (معارف القرآن سورہ کہف)

نیز قرطبی میں ہے کہ حضرت شبلی فرمایا کرتے تھے کہ میں اس شہر اور پورے علاقے کیلئے امان ہوں جب ان کی وفات ہوگئی تو ان کے دفن ہوتے ہی کفار ویلم نے دریائے دجلہ عبور کر کے بغداد پر قبضہ کرلیا اس وقت لوگوں کی زبانوں پر یہ تھا کہ ہم پر دوہری مصیبت ہے یعنی شبلی کی وفات اور ویلم کا قبضہ۔ (معارف القرآن سورہ کہف)

یہ نسبت ہی کی برکت ہے کہ ایک اللہ کا محبوب ومقرب بندہ پورے علاقے کیلئے امان ہے اور تفسیر روح المعانی میں ہے۔ عن الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال بعض الخوارج فی کلام جری بینهما بم حفظ الله تعالیٰ مال الغلامین قال بصلاح ابیهما قال فابی وجدی خیر منه فقال الخارجی انبانا الله تعالیٰ انکم قوم خصمون (تفسیر روح المعانی سورہ کہف)

یعنی سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک خارجی کے ساتھ گفتگو ہوگئی تو سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا اے خارجی یہ بتا کہ ان دو بچوں کے خزانے کی اللہ تعالیٰ نے حفاظت کیوں کی تو خارجی نے کہا ان کے باپ کی نیکی کی وجہ سے تو سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو پھر میرا باپ اور میرا نانا جان ﷺ اس نیک مرد سے بہتر ہیں۔تو خارجی نے جواب میں کہا ہمیں معلوم ہے کہ تم جھگڑالو قوم ہو (معاذ اللہ)۔

خارجی نے نسبت ماننے سے انکار کر دیا اور امام پاک پر جھوٹا الزام لگا دیا لہذا معلوم ہوا کہ خارجی عقیدہ والے نسبت کے قائل نہیں ہیں اللہ والوں کی جماعت ہی اس کو مانتی ہے اور وہی اس سے مستفید ہوتے ہیں۔

☆ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ یصف اهل النار فیموبهم الرجل من اهل الجنة فیقول الرجل منهم یا فلان اما تصرفنی انا الذی سقیتك شربة وقال بعضهم انا الذی وصبت لك وضوأ فیشفع فید خله الجنة (رواہ ابن ماجہ مشکوٰۃ المصابیح)

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ راحت دو جہاں ﷺ نے فرمایا قیامت کا دن ہوگا کچھ لوگ جن کے لئے جہنم کا حکم ہو چکا ہوگا وہ کھڑے ہوں گے تو ان کے پاس سے ایک جنتی گزرے گا۔اس کو دیکھ کر ان دوزخیوں سے ایک بولے گا جناب آپ مجھے جانتے ہیں میں وہ ہوں کہ جس نے آپ کو پانی پلایا تھا کوئی کہے گا جناب میں نے آپ کو وضو کرایا تھا تو وہ جنتی ان کی سفارش کر کے ان کو جنت میں داخل کرے گا۔

یہ ساری برکتیں نسبت کی ہیں اللہ تعالیٰ یہ ہماری نسبتیں قائم رکھے۔امام یافعی رحمتہ اللہ علیہ نے محبوب کریم ﷺ کا ارشاد مبارک یوں تحریر فرمایا ہے۔تم خدا تعالیٰ کے دوستوں (فقراء) کے ساتھ نسبت قائم کرو۔واتخذوا عند هم الایادی ان کے ساتھ احسان مروت کرلو کیونکہ قیامت کے دن ان کی عظمت اور شان ہوگی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وما دولتهم ان کی عظمت وشان کیسے ہوگی تو فرمایا۔اللہ

تعالیٰ ان کو فرمائے گا محشر کے میدان میں تم دیکھو جس کسی نے تمہیں دنیا میں کھانا دیا یا کپڑا پہنایا یا پانی پلایا اس کا ہاتھ پکڑ و اور اسے اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤ۔ (روض الریاحین صفحہ ۱۷)

☆ عن ابی سعید الخدری رضی الله تعالیٰ عنه ان نبی اللهﷺ قال كان فيمن قبلكم رجل قتل تسعة وتسعين نفسا فسال عن اعلم اهل الارض فدل على راهب فاتاه فقال انه قتل تسعة وتسعين نفسا فهل له من توبة فقال لا فقتله فكمل به مائته ثم سال عن اعلم اهل الارض فدل على رجل عالم فقال انه قتل مائة نفس فهل له توبة فقال نعم و من يحول بينه و بين التوبته الطلق الى ارض كذا و كذا ان بها انا سا يعدون الله تعالىٰ فاعبدالله معهم ولا ترجع الى ارضك فانها ارض سوء فانطلق حتى اذا نصف الطريق اتاه الموت فاختصمت فيه ملائكم و ملائكة العذاب فقالت ملائكة الرحمة جاء تائبا مقبلا بقلبه الى الله تعالیٰ وقالت ملائكة العذاب انه لم يعمل خيراً قط فاتاهم ملك فى صورة ادمى فجعلوه بينهم اى حكما فقال قيسوا مابين الارضين فالى ايتهما كان ادنى فسوله فقا سوا فوجه وه ادنى الى الرض التى اراد فقبضته ملائكة الرحمة و فى رواية فكان الى القرينة الصالحته اقرب بشير متفق عليه فجعل من اهلها رياض الصالحين۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا راحت دو جہاں ﷺ نے پہلی امتوں میں سے ایک شخص تھا گنہگار کہ اس نے ۹۹ انسان قتل کر دیئے تھے پھر اس نے لوگوں سے کہا مجھے کوئی ایسا عالم دین بتاؤ جو روئے زمین کے علماء سے بڑا ہو تو لوگوں نے

اسے ایک راھب کے پاس بھیج دیا اس نے حاضر ہو کر مسئلہ پوچھا کہ جناب میں ۹۹ انسانوں کا قاتل ہوں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ اس راھب نے کہا نہیں تو اس نے اس راھب کو بھی قتل کر کے سو پورا کر لیا پھر اس نے لوگوں سے پوچھا کہ مجھے سب سے بڑے عالم کا راستہ بتاؤ تو لوگوں نے اسے ایک عالم دین کے پاس بھیج دیا اس نے عرض کی جناب میں نے ایک سو انسان قتل کئے ہیں تو کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے تو اس عالم دین نے کہا کیوں نہیں اور فرمایا کون ہے جو ارحم الرحمین اور توبہ کے درمیان حائل ہو سکے تو فلاں بستی جو کہ نیکوں کی بستی ہے وہاں کچھ اللہ کے بندے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہیں تو بھی ان میں شامل ہو جا اور وہیں عبادت کر اور اس گنہگاروں کی بستی میں واپس نہ آنا وہ یہ سن کر چل پڑا اور جب درمیان میں پہنچا تو اس کی موت آ گئی تو اس کے متعلق رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان جھگڑا شروع ہو گیا رحمت کے فرشتے کہتے تھے یہ تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف (اللہ والوں کی طرف) آ رہا تھا اور عذاب والے فرشتے کہتے تھے کہ اس نے ایک نیکی بھی نہیں کی (تو کیسے جنت میں جا سکتا ہے) اسی دوران ان کے پاس ایک فرشتہ انسانی صورت میں آ گیا تو انہوں نے اسے اپنا حکم (فیصلہ کرنے والا) تسلیم کر لیا اس نے کہا میرا فیصلہ یہ ہے کہ دونوں بستیوں کے درمیانی فاصلہ کو پیمائش کر لیا جائے جس بستی کی طرف یہ انسان قریب ہوا ان میں شمار کیا جائے گا اور جب پیمائش کی گئی تو بالشت بھر اللہ والوں کی بستی کے قریب نکلا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کے اس ٹکڑے کو جس طرف سے آ رہا تھا حکم دیا کہ بڑھ جا اور جس بستی کی طرف جا رہا تھا اسے حکم دیا تو سکڑ جا لہذا اس فیصلہ کے مطابق اسے بخش دیا گیا۔

یہ اللہ والوں کے ساتھ نسبت کی برکت ہے کہ اتنا بڑا مجرم گنہگار سو آدمیوں کا قاتل جس نے ایک نیکی بھی نہیں کی تھی وہ نیکوں کی نسبت کی وجہ سے بخشا گیا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ نسبت ہونا یہ سب عملوں پر فائق ہے۔

☆ محترم سامعین کرام! بیان کیا جا چکا ہے کہ منسب کی قدر منسوب الیہ کی قدر اور مرتبہ کے

اعتبار سے ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی طرف نسبت ہونا یعنی ان کا امتی ہونا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا امتی ہونا۔ سلیمان علیہ السلام کا امتی ہونا حضرت یعقوب علیہ السلام کا امتی ہونا حضرت خلیل اللہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا امتی ہونا حضرت ہود علیہ السلام کا امتی ہونا حضرت صالح علیہ السلام کا امتی ہونا حضرت شعیب علیہ السلام کا امتی ہونا بڑی نعمت ہے۔ لیکن محبوب کبریا ﷺ کا امتی ہونا کچھ اور ہی چیز ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ امتیں پلصراط سے عبور کرنے لگیں گی سیدنا روح اللہ سیدنا کلیم اللہ سیدنا خلیل اللہ سیدنا نجی اللہ نیز دیگر انبیاء ومرسلین علی نبینا وعلیہم السلام کی امتیں جن کے پاس بے شمار نیکیاں ہوں گی سینکڑوں سالوں کی عبادتیں ہوں گی' جب وہ پلصراط پر سے گزرنے لگیں گی تو ان کو روک دیا جائے گا اور اگر وہ پوچھیں کہ فرشتو ہمیں کیوں روکا گیا ہے؟ تو جواب ملے گا جب تک اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ اور ان کی امت پلصراط سے نہیں گزر جاتی اور کسی کو گزرنے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ علیہ وسلم ویضرب الصراط بین ظھرانی جھنم فاکون اول من یجوز من الرسل بامتہ الخ (متفق علیہ) مشکوۃ۔

یعنی صحیح بخاری ومسلم میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' فرمایا راحت جاں ﷺ نے جب دوزخ پر پلصراط نصب کی جائے گی تو سارے رسولوں سے پہلے میں اپنی امت کو لے کر گزر جاؤں گا۔ والحمد للہ رب العالمین۔ اس سے معلوم ہوا کہ منسوب کی قدر منسوب الیہ کے مرتبے اور مقام کے اعتبار سے ہوتی ہے سچ ہے۔

چوں مہمان عزیز است طفیل ہم عزیز

یعنی معزز مہمان کے ساتھ آنے والے بھی اعزاز واکرام کے حقدار ہوتے ہیں۔

☆ اور یہی منظر ہوگا جب جنت میں جائیں گے سب سے پہلے حبیب دو جہاں ﷺ اپنی امت کو ساتھ لے کر جنت میں داخل ہوں گے چنانچہ ارشاد گرامی ہے وانا اول من

بحرّك حلق الجنة فيفتح الله لی قید خلینها و معی فقراء المومنین (ترمذی' مشکوۃ شریف)۔

جنت کا دروازہ بند کر دیا جائے گا تا کہ محبوب کبریا ﷺ اور ان کی امت سے پہلے کوئی داخل نہ ہو سکے۔ حضور رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا تو اللہ تعالیٰ میرے لئے اس کو کھول دے گا اور مجھے سب سے پہلے جنت میں داخل کرے گا اور میرے ساتھ میری امت کے فقراء مومنین ہوں گے۔

دامن محبوب سے جو لپٹا یگانہ ہو گیا۔

☆ نیز حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ سے فرمایا۔ الجنۃ حرام علی الانبیا حتی تدخلھا وعلی الامم حتی تدخل امتك یعنی اے محبوب ﷺ جب تک تو جنت میں نہیں جائے گا تمام نبیوں اور رسولوں پر جنت حرام ہے اور اے محبوب جب تک تیری امت جنت میں نہ جائے گی باقی امتوں پر جنت حرام کر دی جائے گی۔ اس حدیث پاک کو امام قشیری نے اور علامہ شیخ احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے (تجلی الیقین صفحہ ۵۰)۔

محترم سامعین کرام! مقام فکر ہے۔ ذرا سوچیں کہ پہلی امتیں پہلے آئیں' پہلے کا حق ہوتا ہے کہ وہ پہلے جائے مگر نسبت کی برکت دیکھیں کہ صرف اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی طرف نسبت ہونے سے یعنی ان کا امتی ہونے کی برکت سے اس امت کا حق مقدم ہو گیا۔ ساری امتیں جنت میں جانے کے انتظار میں جنت کے باہر کھڑی ہوں گی۔ ان کے پاس جنت جانے کے پرمٹ بھی ہوں گے مگر کیا مجال کہ ملائکہ کرام کسی کو بھی اندر جانے دیں بلکہ یوں فرمایا جائے گا اے پہلی امتو! اے نوح علیہ السلام کی امت اے اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل علیہ السلام کی امت اے کلیم اللہ علیہ السلام اور روح اللہ علیہ السلام کی امت ہم تمہارا حق مانتے ہیں کہ تم جنت جاؤ گے تمہیں کوئی جنت سے محروم نہیں کر سکتا مگر جب تک محبوب کبریا ﷺ کی امت جنت میں داخل نہ ہو جائے کسی کو بھی اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں'

تو نسبت بڑی چیز ہے۔

☆ عن ابن عمر رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال انما اجلكم فی اجل من خلا من الامم مابین صلاة العصر الی مغرب الشمس وانما مثلكم و مثل الیهود والنصاری كرجل استعمل عمالا فقال من یعمل لی الی نصف النهار علی قیراط فعمل الیهود الی نصف انهار علی قیراط قیراط ثم قال من یعمل لی من نصف انهار الی صلوة العصر علی قیراط قیراط فعملت النصاری من نصف انهار الی صلوٰة العصر علی قیراط قیراط ثم قال من یعمل لی من صلوٰة العصر الی مغرب الشمس علیٰ قیراطین قیراطین الا فانتم الذین یعملون من صلوة العصر الی مغرب الشمس الا لكم الاجر مرتین فغضبت الیهود و النصاری فقالو انحن اكثر عملا واقل عطاء قال الله تعالیٰ فهل ظلمتكم من حقكم شیا قالو الا قال الله تعالیٰ فانه فضلی اعطیه من شئت (صحیح بخاری، مشکوٰۃ شریف)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو راحت جاں ﷺ نے فرمایا! اے میری امت تمہاری عمریں پہلی امتوں کی عمروں کے مقابلے اتنی ہیں جتنا کہ نماز عصر سے لے کر غروب تک کا وقت ہے۔ (یعنی دن بھر کے مقابلے میں یہ وقت بہت تھوڑا ہے) اور تمہارے عمل کی مثال اور یہود و نصاریٰ کے عمل کی مثال یوں ہے کہ مثلاً ایک آدمی نے مزدور کام پر لگائے اور کہا کہ صبح سے نصف دن تک ایک ایک قیراط پر مزدوری کرو گے تو یہودیوں نے نصف دن تک ایک ایک قیراط پر مزدوری کی پھر اس نے کہا کون ہے جو نصف دن سے نماز عصر تک ایک ایک قیراط پر مزدوری کرے گا تو عیسائیوں نے نماز عصر تک ایک ایک قیراط پر مزدوری کی

پھر اس نے کہا کون ہے جو نماز عصر سے مغرب تک دو دو قیراط پر مزدوری کرے گا تو اے میری امت تم ہو جنہوں نے نماز عصر سے مغرب تک دو دو قیراط پر مزدوری کی۔ ہاں ہاں تمہارے لئے اے میری امت دوگنی اجرت ہے تو یہ دیکھ کر یہود و نصاریٰ ناراض ہوئے کہ اے اللہ ہمیں تو اجرت کم ملی حالانکہ ہم نے کام زیادہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم سے جو اجرت طے کی تھی اس میں سے تمہیں کچھ کم تو نہیں ملا۔ یہود و نصاریٰ بولے یا اللہ نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا! یہ میرا فضل ہے جسے چاہوں عطا کروں (جیسے کوئی مالک کہہ دے یہ میرا مال ہے میں خواہ کسی کو ویسے ہی دے دوں کسی کو کیا اعتراض) والحمد للہ رب العالمین یہاں بھی نسبت کی برکت ہے کہ جن کے ہم امتی ہیں انہیں کی طرف منسوب ہونے کی برکت ہے کہ کام تھوڑا یعنی عمریں تھوڑی تھوڑی اور اجر بہت زیادہ ہے۔ دس گنا سات سو گنا اس سے بھی زیادہ۔

ہے انہیں کے دم قدم سے باغِ عالم میں بہار

☆ اگر کسی کی نسبت اپنے منسوب الیہ کی طرف عقیدت و محبت سے ہو ادب و احترام سے ہو تو اس کا مرتبہ منسوب الیہ کے اعتبار سے بڑھ جاتا ہے اور اگر کسی کی نسبت اپنے منسوب الیہ کی طرف بے ادبی و گستاخی کی ہو تو اس کا مرتبہ اپنے منسوب الیہ کے اعتبار سے گر جاتا ہے اور مبغوض خلائق ہو جاتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔ من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب جس کسی نے میرے کسی دوست کسی ولی کے ساتھ عداوت و دشمنی کی اس کے لئے میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔ یہ ایسا کرنے والا مبغوض حق اس لیئے ہوا کہ اس کی اللہ تعالیٰ کے کسی دوست کی طرف بے ادبی و گستاخی کی ہوگی۔

اسی اعتبار سے انسان تو انسان، اگر کسی دوسری مخلوق سے بھی بے ادبی کا ظہور ہو تو وہ بھی مبغوض خلائق ہو جاتا ہے چنانچہ جب نمرودیوں نے اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل ابراہیم علیہ السلام پر آگ بھڑکائی تو گرگٹ آگ تیز کرنے کی نیت سے پھونکیں لگاتا تھا وہ بدیں وجہ ایسا

مبغوض خلائق ہوا کہ جو اس گرگٹ کو ایک ضرب میں مار دے اسے سو نیکی ملتی ہے۔

الحاصل یہ نسبت ہی کی وجہ سے ہے کہ منسوب الیہ جتنی قدر و منزلت والا ہوا گا اس کے ساتھ بے ادبی اور گستاخی کرنے والا بھی اتنا ہی نیچے گر جائے گا۔ اسی بناء پر قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار یعنی منافق لوگ جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوں گے۔ یہ منافق لوگ کافروں مشرکوں بت پرستوں ظالموں فاجروں سے بھی نیچے ہوں گے۔ حالانکہ منافقوں مین نمازی بھی ہوتے ہیں۔ غازی بھی روزہ دار بھی حاجی بھی پھر کیوں سب سے نیچے ہوں گے یہ فرق اس لئے کہ منافق لوگ اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب ﷺ کی شان گھٹانے کے درپے رہتے تھے۔ اللہ تعالی ہم سب کو بے ادبی سے بچے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆ رحمت عالم ﷺ کے شاہزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا شیر خوارگی میں وصال ہوگیا تو محبوب کریم ﷺ نے فرمایا۔ ان ابراهیم ابنی وانه مات فی الشاهی له فطران تکملان رضاعه فی الجنه (صحیح مسلم) یعنی ابراہیم میرا بیٹا ہے اور اس کا انتقال شیر خوارگی میں ہوگیا ہے اور اب اس کیلئے جنت میں دو دودھ پلانے والی مقرر کی گئی ہیں جو اس کو مدت رضاعت تک دودھ پلائیں گی۔

قابل توجہ ہے یہ بات کہ یہ امتیازی شان کسی اور بچے کو کیوں نہ ملی کیا اس بچے نے نمازیں پڑھی تھیں یا روزے رکھے تھے یا اللہ کی راہ میں جہاد کئے تھے جس کی وجہ سے اس بچے کو جہاں بھر کے بچوں سے انوکھی اور امتیازی شان ملی کہ جنت میں دو دودھ پلانے والی مقرر کی گئیں۔ ہر ایماندار ادنی توجہ سے جان جائے گا کہ یہ سب نسبت کی برکتیں ہیں یعنی چونکہ وہ محبوب دو جہاں ﷺ کا شہزادہ ہے اس لئے اس کو یہ سارے جہان سے امتیازی شان نصیب ہوئی اے میرے دوست تو بھی دامن مصطفیٰ ﷺ تھام لے ان کے ساتھ نیازمندی کی نسبت قائم کرلے اور دل سے یہ کدورتیں نکال دے کہ کسی کی طرف منسوب ہونا کچھ فائدہ نہ دے گا بلکہ عمل ہی عمل ہے جس کے عمل اچھے ہوئے وہ کامیاب ہوگا اور جس کے عمل خراب ہوئے وہ

نامراد دوزخ دھکیلا جائے گا۔ اے نادان صرف عمل پر بھروسہ کرنا یہ خارجیوں اور منافقوں کا شیوہ ہے اور کان کھول کر سن لے کہ اگر قیامت کے دن عملوں کا حساب ہوا تو پھر بچ نہیں سکے گا۔ من نوقش فی الحساب یعسکب

☆ عارف باللہ علامہ حقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر روح البیان میں فرمایا۔ قالو الووضع شعر رسول اللہ علیہ وسلم او عصاہ او سوطہ علی قبر عاص لنجا ذالك العاصی ببرکات تلك الذخیرہ من العذاب (سورۃ العراف) یعنی اگر کسی مجرم وگنہگار (بشرطیکہ وہ مومن ہو) کی قبر پر رحمت دوعالم شفیع معظم ﷺ کا بال مبارک یا چھڑی مبارک یا کوڑہ رکھ دیا جائے تو وہ مجرم وہ گنہگار ان تبرکات کی برکت سے عذاب سے نجات حاصل کر لے گا۔ یہ ساری بہاریں نسبت کی ہیں۔ اللھم ثبتنا علی ذالك

☆ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں محبوب دوجہاں ﷺ تشریف لائے اور کھانا تناول فرمایا اور بعد میں دسترخوان کے ساتھ ہاتھ مبارک صاف کئے تو جس دسترخوان کو رحمۃ دوعالم ﷺ کا ہاتھ مبارک چھوگیا دست مبارک کے ساتھ نسبت ہوگئی اس کے بعد اس دسترخوان کو کبھی آگ نہ لگی چنانچہ ایک دن سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے ہاں کچھ مہمان آئے اور کھانا کھایا اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ دسترخوان میلا ہو چکا ہے آپ نے خادمہ کو حکم دیا کہ اس دسترخوان کو تنور میں ڈال دے اس نے اٹھایا اور جلتے تنور میں ڈال دیا یہ دیکھ کر مہمان حیران ہوئے اور دھوئیں کا انتظار کرنے لگے کہ ابھی دھواں اٹھے گا اور یہ کپڑا جل کر راکھ ہو جائے گا لیکن مہمان کیا دیکھتے ہیں کہ خادمہ نے کنڈی ڈالی اور دسترخوان تنور سے نکالا دیکھا کہ دسترخوان اجلا سفید ہے مگر دسترخوان کا ایک تار بھی نہیں جلا متعجب ہو کر وہ مہمان حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھتے ہیں کہ یہ بتایئے کہ اس کپڑے کو آگ نے کیوں نہیں جلایا یہ سن کر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہ وہ دسترخوان ہے جس کے ساتھ میرے محبوب ﷺ نے ہاتھ اور منہ مبارک صاف کیا تھا اس لئے اب اس کو آگ نہیں جلاتی۔

چنانچہ تفسیر روح البیان میں ہے۔

از انس فرزند مالک آمدست
کہ مہمانی او آشخصے شدااست
چرک آلودہ و گفت اے خادمہ
دید انس دستارخواں رازروفام
در تنور پرز آتش درفگند
آں زماں دستار خوازا ہو شمند
جملہ مہماناں دراں حیراں شدند
انتظار دود کنددری بد ند
بعد یکساعت بر آورداز تنور
پاک و سپید و ازاں اوساخ دور
قوم گفتند اے اصحابی عزیز
چوں نسوزد و منقاگشت نیز
گفت زانکہ مصطفٰی دست و دہاں
پس بمالیذ اندریں دستارخواں
اے دل ترسندہ ازنار و عذاب
باچناں دست و لبے کن اقتراب

سبحان اللہ۔ کپڑے کا کام ہے آگ میں جل جانا اور آگ کا کام ہے کپڑے کو جلا دینا مگر نبی رحمت جان دوعالم ﷺ کے ہاتھ اور منہ مبارک کے ساتھ جس کپڑے کی نسبت ہوگئی اس کو آگ نہیں جلا سکتی خواہ کتنی ہی تیز آگ کیوں نہ ہو تو جس مومن کی نسبت راحت جاں ﷺ کے ساتھ عشق ومحبت کے ساتھ قائم ہوجائے۔ بالواسطہ یا بلاواسطہ ہوا سے دوزخ کی آگ سے کیا کام؟ بلاواسطہ یوں کہ کسی کے جسم کے ساتھ راحت جاں ﷺ ہاتھ مبارک یا پاؤں مبارک خواہ

محبوب ﷺ کا بال مبارک مس ہو جائے اور بالواسطہ یوں کہ کوئی چیز مثلاً کپڑا یا لاٹھی یا چھڑی وغیرہ جانِ جہاں ﷺ کے جسم پاک کے کسی حصے کے ساتھ لگ جائے اور وہ متبرک چیز کسی مومن کے جسم کے ساتھ لگ جائے یا اس کی قبر کے ساتھ لگ جائے وہ عذاب الٰہی سے نجات پا جائے گا۔

بلکہ جو حضرات اولیاء امت عشق و محبت کی وجہ سے فنا فی الرسول کے درجے پہنچ چکے ہیں ان کے جسم کے ساتھ کوئی چیز مس ہو جائے تو وہ بھی ذریعہ نجات اور دافع بلا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ تفسیر روح البیان میں ہے کہ خواجہ خواجگان خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا خادم جسے رجل مغربی کہا جاتا تھا۔ حضرت خواجہ بسطامی قدس سرہ کے وصال کے بعد رجل مغربی اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ منکر نکیر کے سوال و جواب کی بات چل نکلی تو رجل مغربی بولا اگر مجھ سے منکر نکیر سوال کریں تو میں ان کو جواب دے لوں گا۔ دوستوں نے کہا ہمیں کیسے پتہ چلے گا۔ تو رجل مغربی نے کہا تم میری قبر پر بیٹھ جانا اور سن لینا۔ چنانچہ جب وہ خواجہ بسطامی قدس سرہ کا خادم رجل مغربی فوت ہوا تو وہ دوست اس کی قبر کے پاس بیٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو نکیرین کے سوال و جواب سنا دیئے تو جب منکر نکیر نے سوال شروع کئے تو رجل مغربی نے جواب میں کہا۔ اتسئالونی وقد حملت فروۃ ابی یزید علی عنقی فمضواوتوکوہ۔ یعنی اے فرشتو، تم مجھ سے بھی سوال کر رہے ہو تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا کوٹ اپنے ان کندھوں پر اٹھائے رکھا تھا۔ یہ جواب سن کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے منکر نکیر اس کو چھوڑ کر چلے گئے۔ والحمد للہ رب العالمین۔ یہ ساری بہاریں نسبت کی ہیں اور یہ کہ منسوب کی قدر منسوب الیہ کے مرتبہ اور مقام کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

بلکہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے ساتھ کسی چیز کی نسبت ہو جائے تو اس چیز کی برکت سے دنیاوی مصیبتیں بھی ٹل جاتی ہیں چنانچہ حضرت شیخ المحدثین الشاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار میں تحریر فرمایا کہ ایک وقت سخت قحط سالی ہوئی۔ لوگ نہایت ہی پریشان ہوئے دعائیں کرتے ہیں مگر بارش نہیں ہوتی۔ حضرت بی بی سارہ رحمتہ اللہ علیہا کے صاحبزادے شیخ نظام الدین ابوالموید نے اپنی والدہ ماجدہ کے کرتے کا ایک تار (دھاگہ) لیا اور دربار الٰہی میں عرض کی، یا رحیم و

یا کریم یہ اس خاتون کے کرتے کا تار ہے جس پر کسی نامحرم کی نظر نہیں پڑی۔ اس کے طفیل بارش عطا کرا بھی شیخ ابوالموید نے یہ جملہ کہا ہی تھا کہ بارش شروع ہوگئی۔

سبحان اللہ نسبت کی کتنی شان ہے۔ قحط سالی ہوتی ہے لوگ دعائیں کرتے ہیں نماز استسقٰے پڑھتے ہیں۔ مگر رحمت الٰہی متوجہ نہیں ہوتی مگر جب اس کرتے کے دھاگے کو جو اللہ تعالیٰ کے ولی کے جسم کے ساتھ مس ہو چکا ہے واسطہ دیا جاتا ہے تو فوراً رحمت الٰہی جوش میں آجاتی ہے اور باران رحمت کا نزول اسی وقت شروع ہو جاتا ہے اور اس کپڑے کو جو اللہ تعالیٰ کے دوست خواجہ بسطامی قدس سرہ کے جسم مبارک کے ساتھ مس ہو چکا ہے اس کا ذکر کیا جاتا ہے تو قبر کا حساب بھی معاف ہو جاتا ہے یہ ساری بہاریں نسبت کی ہیں۔ نسبت مضبوط ہو تو خدا تعالیٰ کے دوست اللہ تعالیٰ کے اذن سے امداد کے لئے قبر میں پہنچ کر بچا لیتے ہیں۔ چنانچہ قطب وقت حضرت امام شعرانی قدس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ میزان الشریعتہ الکبری میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب شیخ ناصر الدین لقانی رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو بعد میں کسی کے ساتھ خواب میں ملاقات ہوئی۔ پوچھا مولانا کیا حال ہے اور کیا کچھ درپیش ہوا تو فرمایا۔ مجھے جب قبر میں رکھا گیا اور منکر نکیر حساب کیلئے قبر میں آگئے تو اچانک میری قبر میں سیدنا امام مالک رحمتہ اللہ علیہ بھی پہنچ گئے اور منکر نکیر سے فرمایا کیا ان جیسوں سے بھی اللہ رسول ﷺ پر ایمان کے متعلق پوچھتے ہو۔ تخیا عنہ ہٹ جاؤ اس کو چھوڑ دو تو منکر نکیر پیچھے ہٹ گئے (المیز ان الکبریٰ صفحہ ۵۳، جلد اول)۔

☆ اسی قسم کا واقعہ خلاصتہ العارفین میں مرقوم ہے۔ شیخ فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خواجہ بہاؤ الحق زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کی عادت تھی جب کوئی فوت ہو جاتا تو آپ اس کے جنازے کے پیچھے پیچھے جاتے اور جب وہ مردہ دفن کیا جاتا تو آپ اس کی قبر پر جا کر کچھ درود پاک وغیرہ پڑھتے اور پھر واپس آجاتے ایک دن آپ کا ہمسایہ فوت ہو گیا۔ آپ اپنی عادت مبارکہ کے مطابق جنازے کے پیچھے ہو لئے اور جب اسے دفن کر چکے تو آپ کچھ دیر اس کی قبر کے پاس بیٹھ گئے اور اس کے بعد آپ نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور کہا الحمد للہ شیخ صدر الدین رحمتہ اللہ علیہ وہاں موجود تھے۔ انہوں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا جب اس

درویش کو دفن کیا گیا تو منکر نکیر آ گئے۔اس کے بعد آگ نے اسے جلانا چاہا اتنے میں اس کے پیر شیخ جلال الدین ذکریا آ گئے اور درمیان میں کھڑے ہو گئے اور آگ کو للکارا کہ دور ہو جا یہ میرا مرید ہے آوازِ آئی۔اے جلال الدین ہے تو ایسا ہی جیسے تو نے کہا ہے لیکن اس نے تیرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے تو اس کو چھوڑ دے تا کہ اسے آگ جلائے شیخ جلال الدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی۔میرے پروردگار اس نے اگر چہ میری مخالفت کی ہے لیکن اتنا تو کہتا تھا کہ میں جلال الدین کا مرید ہوں۔حکم الٰہی ہوا اچھا ہم نے تیری خاطر اسے معاف کر دیا۔یہ سب نسبت کا فیضان ہے دوستو۔

☆ ایک جگہ یہ رسم تھی کہ جب کوئی مر جاتا تو اس مردے کو غار میں رکھ دیتے اور اس مردے کے ساتھ ایک زندہ مرد کو بھی ساتھ بھیجتے۔ایک شخص فوت ہوا تو شیخ الاسلام غوث بہاؤ الحق ملتانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اس مردہ کے ساتھ مجھے بھیجو وہ شخص بدکردار تھا اس کو عذاب دینے کے لئے فرشتے آئے تو وہ مردہ آپ کی طرف ہو گیا آواز آئی کہ فرشتو ٹھہر جاؤ کیونکہ جو شخص میرے دوست بہاؤ الحق رحمتہ اللہ علیہ کی حمایت میں ہو جائے اسے عذاب مت دو۔اس پر اس کی نجات ہو گئی۔

☆ مکتبہ فکر دیوبند کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی اپنی کتاب افاضتہ الیومیہ میں لکھتے ہیں کہ سیدنا غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کا دھوبی مر گیا۔جب اسے دفن کر چکے تو قبر میں منکر نکیر آ گئے سوال کیا۔من ربك ما دينك ومن هذا الرجل وہ جواب دیتا ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں میں تو حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں۔اسی پر اس دھوبی کی نجات ہو گئی۔الحمد لله رب العالمين یہ سب نسبت کے کرشمے ہیں۔

☆ سیدنا امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ دریا کے کنارے بیٹھے وضو کر رہے تھے اور ایک شخص بلندی پر (یعنی جدھر سے پانی آ رہا تھا) بیٹھا وضو کر رہا تھا۔جب اس نے سیدنا امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا تو وہ وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور براہ ادب نیچے بہاؤ کی طرف بیٹھ کر ہاتھ منہ دھو کر چلا گیا۔پھر جب وہ مرا تو کسی نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کیا حال

ہے اس نے جواب دیا کہ مجھے میرے پروردگار نے بخش دیا۔ خواب دیکھنے والے نے پوچھا کس سبب سے بخشش ہوئی؟ تو اس نے وہ دریا والا واقعہ سنا دیا اور کہا کہ اللہ کریم جل جلالہ نے اسی تعظیم وادب کی وجہ سے مجھے بخش دیا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

☆ مولانا حمید الدین بنگالی نے جب سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ سے سلوک حاصل کیا اور خلافت سے مشرف ہوئے تو مولانا کو امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ نے دستار عطا کرنا چاہی مگر مولانا حمید الدین نے اصرار کر کے آپ کا استعمال شدہ پاپوش مبارک حاصل کیا اور وطن واپس ہوتے وقت وہ پاپش مبارک دانتوں میں دبا کر تین کوس رجعت قہقری یعنی الٹے پاؤں چلے۔ پھر اس پاپوش مبارک کو سر پر باندھ لیا اور وطن پہنچے۔ وہاں جا کر ایک بہترین چبوترہ بنایا اس پر اس پاپوش مبارک کو ادب کے ساتھ رکھا۔ مولانا موصوف کے پاس جس قسم کا بیمار آتا فرماتے پیالے میں پانی لاؤ پھر آپ اس پاپوش مبارک کی نوک اس پیالے میں پھیرتے اور فرماتے پانی پی لو تو اس پاپوش مبارک کی برکت سے اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفا دے دیتا اور اگر کسی بیمار کی قسمت میں شفا نہ ہوتی تو وہ پیالہ ٹوٹ جاتا۔ یہ ساری برکتیں نسبت کی ہیں کہ جو جوتا اللہ تعالیٰ کے ولی کے پاؤں مبارک کے ساتھ لگ گیا اس میں شفا ہی شفا ہو گئی۔ سچ پوچھو تو نسبت بڑی چیز ہے۔

☆ یحییٰ عمار کو اس کے مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا' کیا حال ہے' جواب دیا کہ میں جب دربار الٰہی میں حاضر ہوا تو اللہ کریم نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ اے یحییٰ ہم تجھ سے سخت جواب طلبی کرتے لیکن ایک دن تو نے ایک محفل میں اس انداز سے ذکر کیا کہ ہمارا ایک دوست سن کر بہت خوش ہوا لہذا ہم نے تیری اسی وجہ سے مغفرت کر دی۔ تجھے بخش دیا (تذکرۃ الاولیاء)۔

☆ سیدنا خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک شخص اپنے کردار کے سبب (جہنمی) شقی کے نام سے مشہور ہو گیا تھا۔ ایک دن وہ خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں جا بیٹھا اور پھر جب وہاں سے اٹھا اور واپس جا رہا تھا تو کسی نے اس کو اسی شقی کے لقب سے پکارا

تو ہاتف سے آواز آئی اب اس کو شقی مت کہو۔ کیونکہ جو شخص ہمارے جنید کی صحبت میں ایک ساعت بھی بیٹھ گیا وہ شقی نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا یہ اب سعید (جنتی) ہو گیا ہے۔

(ذکر خیر صفحہ ۳۲۹)۔

☆ حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ایک مرتبہ ایک نوجوان بڑا فاسق و فاجر تھا۔ ملتان میں فوت ہوا اس کے مرنے کے بعد اسے کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا حال ہے۔ اس نے بتایا مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔ جب اس نے بخشش کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا ایک دن حضرت خواجہ غوث بہاؤالحق زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ ایک راستے پر جا رہے تھے تو میں نے ان کے دست مبارک کو بوسہ دیا تھا۔ اسی دست بوسی کی وجہ سے میری بخشش ہوگئی (خلاصتہ العارفین صفحہ ۲۰)۔

☆ سلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ جب حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض معروض کے بعد سلطان محمود نے عرض کی کہ مجھے کچھ عنایت فرمائیں۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا پیراہن مبارک عطا فرمایا اور پھر جب سلطان محمود سومنات پر حملہ آور ہوا اور دیکھا کہ ہندوؤں کا پلہ بھاری ہو رہا ہے محمود غزنوی گھوڑے پر سے کودا اور اس پیراہن مبارک کو آگے رکھ کر عرض کی یا اللہ اس پیراہن مبارک کے طفیل مجھے فتح نصیب کر۔ تو اسی وقت جنگ کا نقشہ بدل گیا اور سلطان کو فتح نصیب ہوئی۔ پھر سلطان محمود غزنوی نے خواب میں حضرت خواجہ خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا۔ حضرت خواجہ فرما رہے ہیں۔ اے محمود تو نے ہمارے خرقہ کی قدر نہیں کی۔ اگر تو اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کرتا کہ یا اللہ اس خرقہ کے طفیل سارے کافر مسلمان ہو جائیں تو سب مسلمان ہو جاتے۔ سبحان اللہ یہ ہے نسبت کا فیض۔

☆ حالات مشائخ نقشبندیہ میں ہے کہ ایک دن راحت جاں ﷺ نے تنور میں روٹی لگائی' باقی سب روٹیاں پک گئیں مگر وہ روٹی جسے محبوب کریم ﷺ کا دست مبارک لگا' اسے کچھ آنچ نہ آئی (حالات مشائخ نقشبندیہ صفحہ ۱۱۲)۔

محترم سامعین کرام! آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ نسبت بڑی چیز ہے' اللہ کریم بطفیل زلفِ محبوب کریم ﷺ ہماری حاضری قبول فرمائے'

آمین بجاہ سید المرسلین طٰہٰ و یٰسین ﷺ

فیضان پیر سیال لجپال

یہاں پر ہر قسم کی بیماری، ہر کام، مردوں عورتوں کے پوشیدہ امراض، آسیب جادو ٹونہ، اولاد کا نہ ہونا، شادی میں رکاوٹ، کاروباری بندش ہر کام قرآنی عملیات و تعویذات و اسلامی طبی اصولوں کے عین مطابق کیا جاتا ہے

مرکزی جامع مسجد گلزار مدینہ جی ٹی ایس اڈ
فیصل آباد

اوقات ملاقات

عصر تا عشاء فون پر وقت لے کر تشریف لائیں

03006661755

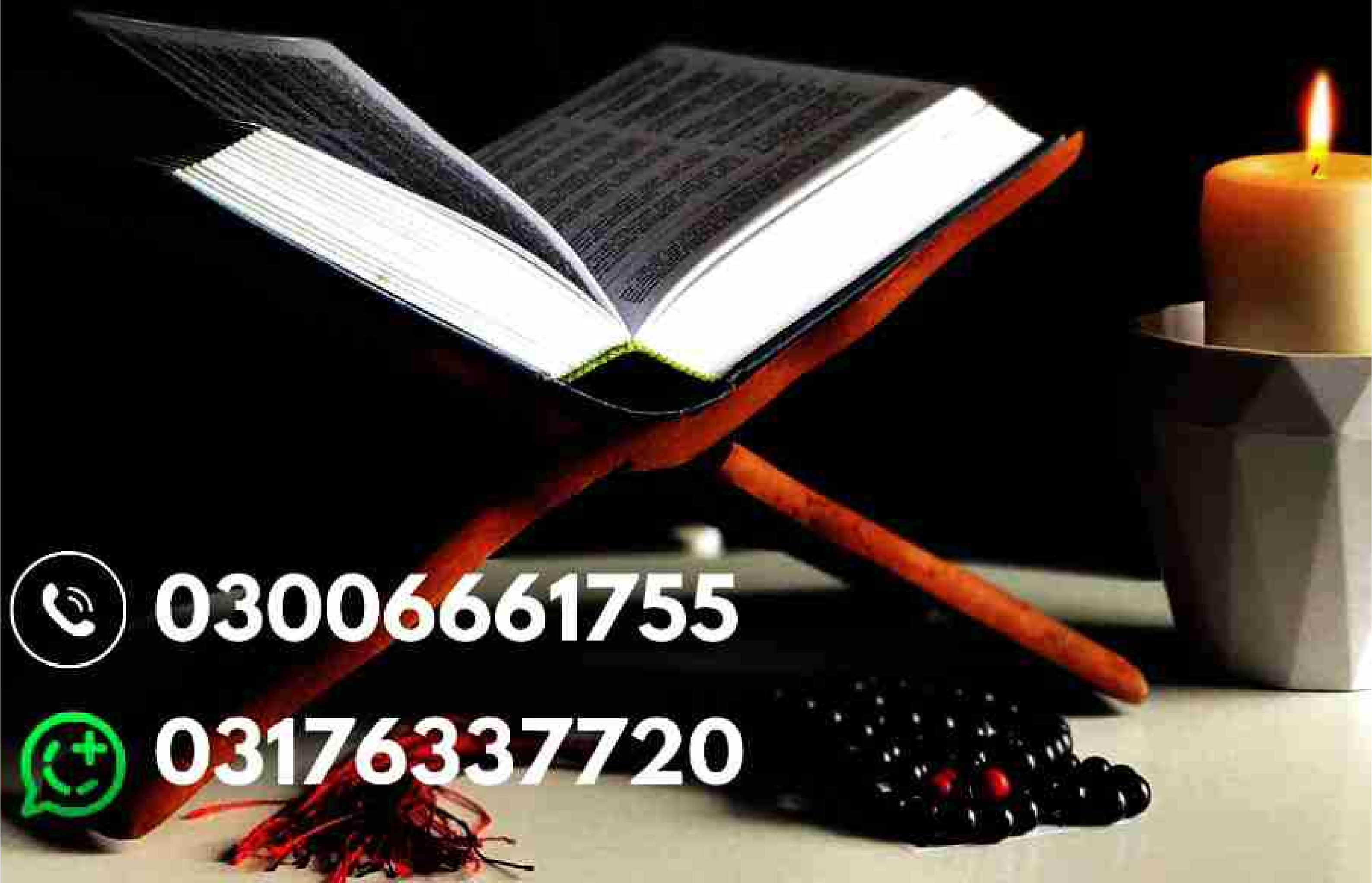
03176337720

فیضان پیر سیال لجپال

جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و الحدیث

آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر، حدیث پاک

آسان عام فہم خواہش مند طالبات کے لیے سنہری موقع




فیضان پیر سیال لجپال
جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و الحدیث
آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر، حدیث پاک
آسان عام فہم خواہش مند طلباء کے لیے سنہری موقع
03006661755

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ چند تحریریں

1. وسیلۂ محبوب ﷺ
2. گریۂ محبوب ﷺ
3. عشق خیر الوریٰ ﷺ
4. اطاعت محبوب ﷺ
5. شان غوث اعظم رضی اللہ عنہ
6. راحت دو جہاں ﷺ
7. لفظ ولی کا معنی و مفہوم
8. عقیدت کے پھول
9. آئینہ جمال کبریاء ﷺ
10. بنا کے مصور نے توڑا قلم
11. محبت اور علامات محبت
12. صحابہ رضی اللہ عنہم کے عقائد
13. عشق است امام من
14. راحت دو جہاں ﷺ
15. پیکر حسن و جمال ﷺ
16. نور الہدیٰ ﷺ
17. عجب چیز ہے لذت آشنائی
18. شمس الضحیٰ ﷺ
19. صاحب الجود والکرم ﷺ
20. اسلام میں دل جوئی کا مقام
21. اسلام میں دل شکنی جائز نہیں
22. کیا وسیلہ سے مانگنا جائز ہے
23. وسیلتنا فی الدارین ﷺ
24. جب بھی مانگو وسیلے سے مانگو
25. کون کہتا ہے وسیلہ سے مانگنا جائز نہیں
26. وبالوالدین احسانا
27. آنچہ خوباں ہمہ ارند
28. اہل ایمان سلام کہتے ہیں؟
29. اسمائے محبوب ﷺ
30. عطائے محبوب ﷺ
31. تبسم محبوب ﷺ
32. آداب محبوب ﷺ
33. کلام محبوب ﷺ
34. اخلاق محبوب ﷺ
35. یاد محبوب ﷺ
36. محبوب کائنات ﷺ
37. گیسوئے محبوب ﷺ
38. در محبوب ﷺ
39. کمالات محبوب ﷺ
40. حیات محبوب ﷺ
41. صورت محبوب ﷺ
42. سیرت محبوب ﷺ
43. فرمان محبوب ﷺ
44. معجزات محبوب ﷺ
45. بزم محبوب ﷺ
46. محبّ اور محبوب ﷺ
47. عکس حسن محبوب ﷺ
48. تعظیم و توقیر محبوب ﷺ
49. اوصاف محبوب ﷺ
50. ذکر محبوب ﷺ
51. آمد محبوب ﷺ
52. رفعت محبوب ﷺ
53. عشق صدیق رضی اللہ عنہ
54. عشق بلال رضی اللہ عنہ
55. عشق اویس رضی اللہ عنہ
56. عشق جامی رحمۃ اللہ علیہ
57. عشق رومی رحمۃ اللہ علیہ
58. میرا محبوب کتنا حسیں ہے
59. صحابہ کا مقام عشق
60. افتئو منون ببعض الکتاب
61. علم ابن الکتاب عشق ام الکتاب
62. بکھری زلفیں پریشان چہرہ
63. فان امنوا بمثل ما امنتم بہ